آرٹیفیشل زیورات کی زکوٰۃ کا شرعی حکم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: 71

تاریخ اجراء: 05 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 16 جولائی 2021ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ آرٹیفیشل زیورات پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

آرٹیفیشل زیورات اگر تجارت کی غرض سے رکھے ہوں، توان پر دیگر شرائط کی موجودگی میں زکوۃ فرض ہو گی۔ البتہ اگر تجارت کے لئے نہ ہوں، بلکہ استعمال کرنے یا کسی اور مقصد کے لئے رکھے ہوں، توان پر زکوۃ لازم نہیں ہو گی، اگرچہ ان کی مالیت بہت زیادہ ہو، کیونکہ زکوۃ فقط تین قسم کے اموال پر لازم ہوتی ہے۔(1) ثمن یعنی سونا، چاندی (تمام ممالک کی کرنسیاں اور پرائز بانڈز بھی اسی میں شامل ہیں)۔(2) مالِ تجارت یعنی ایسا مال جو بیچنے کی نیت سے خریدا جائے۔(3) سائمہ یعنی چرائی پر گزارا کرنے والے جانور جن سے مقصود دودھ، نسل یا فربہ کرنا ہوتا ہے۔ اور غیر تجارتی آرٹیفیشل زیورات ان تینوں میں سے نہیں، لہذا ان پر زکوۃ بھی لازم نہ ہو گی۔

مالِ تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ چنانچہ سننِ ابی داؤد میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: ”فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعد للبیع“ ترجمہ: پس بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اس چیز کی بھی زکوٰۃ ادا کریں جس کو ہم تجارت کے لیے مہیا کریں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب العروض اذا کانت للتجارۃ، ج1، ص228، مطبوعہ لاہور)

فتاوی عالمگیری میں زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط کے بیان میں ہے: ”ومنھا کون النصاب نامیا حقیقۃ بالتوالد والتناسل والتجارۃ او تقدیراً بان یتمکن من الاستنماء بکون المال فی یدہ او فی ید نائبہ وینقسم کل واحد منھما الی قسمین: خلقی وفعلی، ھکذا فی التبیین، فالخلقی: الذھب والفضۃ، لانھما لا یصلحان للانتفاع باعیانھما فی دفع الحوائج الاصلیہ، فتجب الزکاۃ فیھما نوی التجارۃ اولم ینو اصلاً او نوی النفقۃ والفعلی: ما سواھما ویکون الاستنماء فیہ بنیۃ التجارۃ او الاسامۃ ونیۃ التجارۃ

والاسامة لا تعتبر مالم تتصل بفعل التجارة او الاسامة“ ترجمہ: اور زکوٰۃ کی شرائط میں سے ایک شرط نصاب کا نامی (بڑھنے والا) ہونا بھی ہے۔ (اب) مال حقیقتاً بڑھے (جیسے) جانوروں سے بچے اور نسل حاصل ہونے اور (مال کی) تجارت کے سبب یا تقدیراً بڑھے بایں طور کہ مال اپنے یا نائب کے قبضہ میں ہونے کے سبب اسے بڑھانا ممکن ہو اور ان دونوں قسموں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: خلقی اور فعلی۔ ایسے ہی تبیین میں ہے۔ پس خلقی: تو وہ سونا چاندی ہے، کیونکہ یہ دونوں اس چیز کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ حاجتِ اصلیہ کو دور کرنے میں بعینہ ان سے نفع اٹھایا جاسکے، پس ان دونوں میں زکوٰۃ واجب ہو گی، تجارت کی نیت کی ہو یا اصلاً تجارت کی نیت نہ ہو یا خرچ کرنے کی نیت ہو۔ اور فعلی: تو وہ ان دونوں کے سوا چیزیں ہیں اور ان میں بڑھوتری تجارت کی نیت یا جانوروں کو سائمہ بنانے کے ساتھ ہو گی اور تجارت اور جانوروں کو سائمہ بنانے کی نیت معتبر نہیں ہو گی جب تک یہ نیت تجارت یا سائمہ بنانے کے فعل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔ (فتاوی عالمگیری، ج1، ص192، مطبوعہ کراچی)

اسی بارے میں صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”مالِ نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے، تو بڑھائے یعنی اس کے یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو، ہر ایک کی دو صورتیں ہیں۔ وہ اسی لئے ہی پیدا کیا گیا ہو، اسے خلقی کہتے ہیں، جیسے سونا چاندی، کہ یہ اسی لئے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لئے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں، کہ تجارت سے سب میں نمو ہو گا۔ سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں، اگرچہ دفن کرکے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور و بس۔ خلاصہ یہ کہ زکاۃ تین قسم کے مال پر ہے: (1) ثمن یعنی سونا چاندی، (2) مالِ تجارت، (3) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔ (بہارِ شریعت، ج1، ص882، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ)

جو چیز اوپر بیان کردہ تین اموال (سونا چاندی، مالِ تجارت اور سائمہ جانوروں) کے علاوہ زینت حاصل کرنے کے لئے ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں ہو گی۔ اس بارے میں مبسوط سرخسی میں ہے: ”ولیس۔۔زکاۃ۔۔مایتجمل بہ من آنیۃ او لؤلؤ وفرس ومتاع لم ینو بہ التجارۃ، لان نصاب الزکاۃ المال النامي ومعنی النماء في ھذہ الاشیاء لا یکون بدون نیۃ التجارۃ، وکذلک الفلوس یشتریھا للنفقۃ فانھا صفر والصفر لیس بمال الزکاۃ باعتبار عینہ بل باعتبار طلب النماء منہ، وذلک غیر موجود فیما اذا اشتراہ للنفقۃ“ ترجمہ: اور جن

چیزوں سے زینت حاصل کی جاتی ہے،ان پر زکوۃ فرض نہیں، جیسے (سونے چاندی کے علاوہ دیگر) برتن، موتی، گھوڑا اور ایسا سامان جس میں تجارت کی نیت نہ ہو، کیونکہ زکوۃ کا نصاب مالِ نامی ہوتا ہے اور ان چیزوں میں تجارت کی نیت کے بغیر نمو (بڑھوتری) والا معنیٰ نہیں پایا جاتا۔ اور اسی طرح پیتل کے سکے خرچ کرنے کے لئے خریدے (تو ان میں بھی زکوۃ لازم نہیں)، کیونکہ یہ پیتل ہے اور پیتل اپنے عین کے اعتبار سے مالِ زکوۃ نہیں، بلکہ اس سے نمو طلب کرنے کے اعتبار سے مالِ زکوۃ ہے اور جب اسے خرچ کرنے کے لئے خریدا، تو نمو طلب کرنے والا معنیٰ اس میں نہیں پایا جائے گا۔

(مبسوطِ سرخسی، زکاۃ الحلی، ج2، ص264، مطبوعہ کوئٹہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.daruliftaahlesunnat.net daruliftaahlesunnat DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat feedback@daruliftaahlesunnat.net